Registered

No. L. 89.

ہفتہ وار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴۹) | مطبوعہ ۷ دسمبر ۱۹۰۰ء بروز جمعہ | جلد (۲۸)

گلدستۂ اخبارات

جو فوجیں ہندوستان سے چین کو گئی ہیں ان کی جگہہ اور فوجیں بھرتی ہونگی۔ **کشمیر** میں برف شروع ہوگئی۔ **مسٹر** دادا بھائی نوروجی کو ملکی خدمت کے عوض میں اہل بمبئی نے ۲۵ ہزار بطریق انعام کے دیا۔ **ہندوستانی** رئیس پرنس رنجیت سنگھ مشہور کرکٹ کھیلنے والے کو کیمبرج کی آزادی عطا ہونے والی ہے۔ بہت بڑی عزت کی گئی۔ **بودھ** سوسائیٹی کے لکچرار مسٹر دھرم پال بنارس میں ایک انڈسٹریل سکول جاری کریں گے۔ **بلرام پور** کی تخت نشینی کا جشن ہے حضور لفٹنٹ گورنر بہادر تشریف لے جاکر تخت نشین کریں گے۔ اس موقعہ پر مہاراجہ اجدھیا بھی تشریف لے جائیں گے۔ **مہارانا** صاحب دھولپور مہاراجہ پٹیالہ کے رشتہ دار اور دوست تھے۔ **تقاضائے** انتظامی معاملات ریاست پٹیالہ سے باہر ہوگئے۔ لوگ کہتے ہیں کہ آجکل پٹیالہ میں اندھادھند کارروائی ہورہی ہے حقیقت یہہ ہے کہ کمیٹی مہاراجہ پٹیالہ کے کھلاڑیوں اور دیگر نمک حراموں کو تباہ کررہی ہے۔ **کلکتہ** کے بنگالی اخبار پر ایک یوروپین آسام نے ۲۰ ہزار کا دیوانی دعوی کیا۔ **امرت** بازار پترکا نے معافی مانگ کر پیچھا چھڑایا۔ **آنریبل** راجہ تصدق رسول خاں سی۔ آئی۔ ای۔ وائس پریسیڈنٹ انجمن تعلقداران اودھ کئے گئے۔ **پٹیالہ** میں رعایا چاہتی کہ پریسیڈنٹ کونسل آف ایجنسی کنور صاحب ہوں۔ لیکن ان کا ہونا مشکل نظر آتا ہے کیونکہ معاہدہ کے رو سے کوئی رشتہ دار نہیں ہوسکتا۔

بجنور کے سب انسپکٹر پولیس ٹھاکر داس دھرے گئے حضور لاٹ صاحب نے مقدمہ چلانے کا حکم دیدیا۔ اس نے سہوانپور کے چودھری محمد حسن کو سخت ذلیل کیا۔ اس کی غیر حاضری میں خانہ تلاشی بھی کی۔ **تجارت** ایران کے لئے توشکی وسیستان کی راہ کامل محفوظ اور نزدیک ہے۔ **مرزا** عبد اللہ حسرتی مرادآباد کے مقدمہ سے بھی اچھوتا نہ چھوٹیکا۔ شناخت کے لئے گورکھپور لے گئے۔ یہہ شخص ہندوستان میں اول درجہ کا بدمعاش ہے۔ **سرحد** پر محسود وزیریوں کے محاصرہ کی کارروائی شروع کی گئی۔ **کوہاٹ** سے پشاور تک سڑک بن رہی ہے۔ ۳۰ میل کا فاصلہ ہے۔ آدم خیل آفریدی مزدوری پر اس سڑک کو بنارہے ہیں۔ **رنگون** میں دیویدیال نام ایک پنجابی معہ ایک ساتھی کے متصل کاتھا بجرم ٹھگی گرفتار ہوا۔ مسافروں کو دھتورہ دیکر لوٹتے تھے۔ کمشنر منڈالے نے دونوں کو عمر قید کالاپانی کی سزا دی ہے۔ **امتحان** مقابلہ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنران پنجاب میں دو اشخاص پاس ہوئے (۱) لالہ لبھورام ایم۔ اے سکنہ لدھیانہ (۲) زمان مہدی خاں بی۔ اے۔ **آیندہ** برٹش فوجوں کو ہر سال دس ماہ تک فن جنگ کی عملی تربیت دی جایا کریگی۔ **جرمنی** کے لوگ بلیوں کے چمڑہ سے کوٹ اور دستانے نہایت عمدہ بناتے ہیں۔ **نواب** صاحب رامپور کی طرف سے مرادآباد کے ایک اردو اخبار پر نالش ڈفیمیشن دائر ہونے والی ہے۔ اخبار مذکور نے ریاست کی نسبت بے بنیاد الزامات لکھ مارے (عرصہ دراز سے کئی اردو اخبارات اس ریاست کے خلاف لکھ رہے ہیں)۔ **بابو** للت موہن کرجی اسسٹنٹ انجنیر نہر امرتسر ایک بلوچی کو نشانہ بنانے کے جرم میں گرفتار تھے۔ اور اس فعل کی وجہہ یہہ بتاتے تھے کہ اگر میں اس کو قتل نہ کرڈالتا تو میں

مارا جاتا۔ چیف کورٹ پنجاب نے بری کردیا۔ **گذشتہ** سال سرشتہ تعلیم پنجاب پر ۳۳ لاکھ روپیہ صرف ہوا۔ تعداد مدارس ۷،۸۶۷ تھی۔ **مسٹر** منگ کے مقدمہ لائبل سے گھبرا کر لندن کے اخبار گلوب نے اب صلح صفائی کا ارادہ کیا ہے۔ **حضرت** نادان نے معافی مانگ لی بڑی دانائی کی بات کی۔ ہم اس بات میں ان کی لیاقت کی تعریف کرتے ہیں۔ **سید** ہاشم کو شمس العلما کا خطاب دینے کے لئے گورنمنٹ نے انکار کردیا۔ خطاب مانگنے سے نہیں ملا کرتے ہیں۔ **اہل** امریکہ پیدایشی سپیکر ہوتے ہیں۔ مسٹر برایان ایک لاثانی سپیکر ہیں۔ اس کا سپیچ سننے کے لئے پچاس ہزار سے بھی زیادہ مجمع ہوجاتا تھا۔ سب سے زیادہ سپیچیں جو صاحب ممدوح نے ۲۴ گھنٹے میں کی ہیں۔ ان کا شمار تیس تک پہنچا۔ **محمڈن** ایجوکیشنل کانفرنس بوجہہ طاعون پٹنہ میں نہ ہوگی۔ رامپور میں ہوگی۔ **جنرل** لاکہارٹ سابق کمانڈر انچیف ہند کے چندہ یادگار کے لئے لندن میں پرزور اپیل کی گئی۔ **نوشہرہ** کی فوج قلعگیر میں ایک رجمنٹ رسالہ دو پلٹن پیادہ ایک کوہی توپخانہ بڑھائیں گے۔ یہاں کل فوج پانچ ہزار رہیگی۔ اور ملاکنڈ مردان وکہاٹ کو قابو رکھیگی۔ **مہم** چین کے سامان خرید کے متعلق برما کے سرشتہ کمسریٹ میں ۲۰ ہزار کا غبن پایا گیا۔ ۲ کو خبر آئی چینی اضلاع شانٹونگ و چیناو میں عیسائی مشنریوں کی طاقت پھر قایم کی گئی۔ **یہاں** عیسائیوں کے قاتل سرعام قتل کئے گئے۔ مراد یہ ہے بدلہ چکایا ہے۔ فرنچ فوج کی کارگذاری **چینی** لوگ خود حفاظتی کے ڈر کے مارے خشکہائی سے ہو گیا ہے۔ تنگمین تک سڑکیں کھود رہے ہیں۔ ۳ دسمبر کو خبر آئی روسیوں نے ٹنٹشن سے بمعہ شانہیکوان تا پیکن ریلوے کے قبضہ کی ہے۔

ایڈیٹوریل نوٹس

پادری سی۔ ایم۔ ویری صاحب ڈی۔ ڈی۔ اوڈیٹر
پادری ای۔ ایس۔ بیکاس تھا۔ پنڈت رامانند تھا اور منشی عالم اسسٹنٹ اوڈیٹرز
پادری ایچ گولکناتھ صاحب، پادری غلام مسیح صاحب
پادری طالب الدین تھا بی۔ اے۔ پادری پی سی اوپل صاحب
پادری جی ایل ٹھاکرداس تھا۔ پادری جیمل سنگھ صاحب
پادری بی بی رائیٹ صاحب، پادری کیدارناتھ صاحبیت
ایڈیٹوریل کارسپانڈنٹس

جنگ ٹرنسوال۔ مسٹر کروگر نے پیرس کی خوب سیر کی اور اس کو جابجا ایڈریس دیئے گئے۔ اور مجلس ڈیپوٹیز میں مسٹر کروگر کی ہمدردی کا ووٹ پاس ہوا لیکن لندن کے اخبار اس کو نظرانداز کرتے ہیں اور اس کو ایک مضحکہ سمجھتے ہیں۔ یہاں آنے کے اصل مدعا میں کروگر ناکامیاب رہا اپنے مجلس ڈیپوٹیز میں دریافت کرنا چاہتے تھے کہ آیا فرانس گورنمنٹ بوئروں کے حق میں فیصلہ پنچایتی کی نسبت کیا کہتی ہے لیکن ایم ڈلکاسی نے اس سوال کے مباحثہ کی اجازت نہ دی۔ اب حضرت کروگر برلن دارالخلافہ جرمنی میں تشریف لے گئے ہیں دیکھئے یہاں کیا ہوتا ہے۔ عوام الناس خواہ کتنی ہی ہمدردی دکھائیں مگر اصل مدعا ہرگز پورا نہ ہوگا۔ مشیر انگلستان سے تمام سلطنتیں خوف کھاتی ہیں اور رعب داب کا پورا پورا لوہا مانتی ہیں۔ ۱۱ دسمبر میں لارڈ رابرٹس انگلستان کو روانہ ہو جائیں گے۔ اور جنوبی الفریقہ میں لارڈ کچنر ان کے جانشین ہونگے۔ اور لارڈ کچنر نے نہایت عمدہ تجویز بوئروں کو سیدھا کرنے کی سوچ لی ہے نامہ نگاران اخبار کو باہر کر دیا جائیگا اور بوئروں کو ٹھیک بنایا جائیگا کہ یہہ بھی یاد رکھیں گے کہ کسی سے پالا پڑا تھا۔ نامہ نگاروں کی واپسی پر مالکان اخبار بھی خوش ہیں کیونکہ ناحق ایک خرچ کا بوجھ سر پر پڑا ہوا تھا۔

جنگ چین۔ امریکہ نے ایک ذرا سا شوشہ چھوڑ دیا تھا کہ ہم باکسروں کے سرغنہ لوگوں کی سزا میں نرمی کو پسند کرتے ہیں۔ بس پھر کیا تھا روس کے ہاتھ میں ایک بات آگئی وہ پہلے ہی سے اس قسم کے خیالات کا منتظر بیٹھا تھا۔ فوراً کہدیا کہ ہاں سرغنوں کی سزا میں نرمی ہونی چاہئے۔ جاپان اور فرانس نے بھی اس تجویز میں شراکت قبول کی۔ وزیر متعینہ چین نے وکلائے مصالحت کو جو چین کی طرف سے مقرر ہوئے ہیں تسلی دی ہے کہ ہم سزا میں نرمی کرنے پر زور دیں گے۔ اب جرمنی نے بھی امریکہ سے کہدیا کہ اگر تم سزا میں سختی کو پسند نہیں کرتے تو ہمیں بھی پسند نہیں جرمنی ہی سب سے زیادہ چین کے حق میں زہر اگلتا تھا اور جس حالت میں کہ وہ بھی سزا میں نرمی چاہتا ہے تو یقین ہے کہ مطالبہ تاوان میں بھی بہت تخفیف کر دی جائیگی جرمن کمانڈر کونٹ یارک راہی عالم بقا ہوئے۔ چین میں بڑی بہادری دکھلائی تھی انگیٹھی سلگتی تھی آپ سوتے تھے دم گھٹ گیا اور چل بسے مصرع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

جنرل رابرٹس۔ جنرل صاحب اب صبح و شام جنوبی افریقہ سے براہ نتال روانہ انگلستان ہونے والے ہیں گھوڑے سے اتفاقیہ گرجانے کے باعث انہیں کسی قسم کی چوٹ نہیں آئی تھی اور خدا کا شکر ہے کہ کسی قسم کا انہیں زخم نہیں پہنچا جنرل صاحب کی بہادری کی تمام دنیا میں تعریف ہو رہی ہے جنوبی افریقہ سے رنگٹ افسروں کی واپسی شروع ہے۔ اور سرکار نے ان میں سے ہر ایک کے لئے اکٹھ یوم کی رخصت بطور آرام کے منظور فرمائی ہے۔

روسی شانہیکوان ریلوے کو ۲۴ دسمبر کو جرمن کو حوالہ کرینگے جنے قبضہ کا خرچہ دینا مان لیا ہے۔

تار برقیان

کیپ میں عام بغاوت کا اندیشہ نہیں ہے جس کے لئے گورنمنٹ ہر طرح آمادہ ہے۔ **جنرل** چارلس ناکس بمقام ڈیوٹس ڈارپ پر دوبارہ قابض ہو گئے قبضہ سے پہلے ..۴ برٹش قلعہ گیر فوج معہ دو توپوں کے بوئروں کے قابو میں آگئی تھی۔ فوج نے لڑائی کی جس میں ۱۵ قتل ۴۲ زخمی ہوئے بعد ازاں مطیع ہو گئی تھی۔ لارڈ رابرٹس نے لکھا کہ بوئر کی فوج شمار میں ..۲۵۰ تھی۔ انگریزی امداد ..۱۴۰۰ سپاہ کی بھیجی گئی تھی جنرل ناکس کمانڈر تھے۔ لیکن قلعہ گیر فوج پہنچنے سے پہلے قید ہو چکی تھی جنرل ناکس نے بوئروں کا تعاقب کیا جو سٹاین وڈیلارے کے ماتحت تھے ایک خونخوار جنگ ہوئی جس میں بوئروں نے ڈیوٹس ڈارپ والی انگریزی توپوں سے کام لیا اور دو گاڑیاں مال اور .. ۳ گھوڑے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ زار روس کو اب بالکل آرام ہے۔ **فرنچ** مجلس ڈیپوٹیز میں مسٹر کروگر کی امداد کی بابت سوال کرنے کی ممانعت کی گئی ایسے سوالات کا دریافت بیہودہ طلب خوفناک سمجھا گیا۔ مسٹر کروگر پاریس ہونے سے بظاہر انکاری ہے۔ **فرنچ** مجلس ڈیپوٹیز نے مسٹر کروگر کے حق میں سچی اور بڑے اعزاز ہمدردی کا ووٹ اتفاق رائے سے پاس کیا اور مسٹر کروگر پیرس سے برلن کو چلتا ہوا **روسی** سفیر پیکن نے ایک تازہ چال چلی کہ چینی وکلاء مصالحت کو تسلی دی کہ مطالبہ قتل سرغنہ باکسران سے نہ گھبرائیں۔ ہم اس مطالبہ کی نرمی پر زور دیں گے۔ **جرمن** کمانڈر کونٹ یارک کمرہ میں سوتے تھے۔ انگیٹھی جلتی تھی چمنی میں نقص تھا زہریلے دھوئیں سے دم گھٹ گیا اور عالم بقا کو سدھارے۔ **سرغنوں** کے مطالبے سے چین ڈر گیا تھا اور پرنس ٹوان و پرنس چنگ سخت خوف کھاتے تھے۔ **بمقام** نکھوف میں جنرل نٹل نے ..۴ بوئروں کو سخت شکست دی۔ **کٹالونیہ** نام جہاز اور ..۶ بوئر قیدی لیکر سیلون کو روانہ ہوا ہے۔ **لارڈ** رابرٹس اسی مہینے میں یورپ کو روانہ ہونگے۔ اور لارڈ کچنر بجائے ان کے کام کریں گے۔ سر الفرڈ ملنر نے یوٹلینڈر کو اطلاع دی کہ ان سب کو واپسی ابھی کی اجازت نہ ہوگی کیونکہ ابھی پورا پورا امن نہیں ہوا۔ **سرکاری** طور پر اعلان دیا گیا کہ لارڈ کچنر کو جنوبی الفریقہ میں اعلیٰ کمان دی گئی۔ اور صاحب ممدوح نے لفٹننٹ جنرل کے عہدہ پر ترقی پائی۔ **مسٹر** اسکرو انڈلا عالم بقا کو چلتے ہوئے۔ **مسٹر** کروگر برلن میں پہنچ گیا۔ **لارڈ** کرزن صاحب نے برٹش کمانڈر انچیف کے عہدہ سے باضابطہ طور پر کنارہ کشی فرمائی۔ **چندہ** قحط ہند میں اللہ حضور وایسرائے نے آخری قسط بھیجی ...۳۰۷ ارسال کر چکے ہیں۔ **بمبئی** میں حالت فصلات خراب قحط آب کا خوف ہے گرانی عظیم بارش بہت قلیل ہے۔ اندیشہ ہے۔ **حضور** وایسرائے جگن ناتھ پوری بھی جانے والے ہیں اس مندر کے دیکھنے کا بڑا شوق ہے۔ **لاہور** کیسہ بازا ایک عجیب واردات۔ ایک آدمی قریب المرگ ہسپتال میں ہے کہتا کچھ نہیں سما عجیب پولیس حیران ہے۔

پنڈت کرپارام صاحب اڈیٹر آریہ میگزین

کے جوابِ ردِ تناسخ پر ریویو

ہماری دوسری تباحث ارواح انسانی اور مادہ کی قدامت کے خلاف خدا کی قدرت پر مبنی ہے۔ ہماری اس دلیل کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔ یعنے جب خدا قادر مطلق ہے تو وہ مادہ کو پیدا کر سکتا ہے۔ ورنہ قدرت مطلق کی صفت خدا کی نسبت منسوب کرنا محض فضول ہے اور لفظ مطلق کو کاٹکر اس کی نسبت صرف قادر کہنا کافی ہے۔ اور پھر اس صورت میں انسان اور خدا میں کچھ تھوڑا سا فرق باقی رہ جاتا ہے یعنے مراتب درجہ کا۔ اور اس حالت میں ممکن ہے کہ انسان ترقی کرتے کرتے مادہ اور ارواح سے خدا کی مثل دنیا بنا سکے۔ ہماری اس دلیل کے جواب میں پنڈت صاحب کے دلایل مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) قولہٗ۔ جناب قادر کے معنے غالب کے ہیں۔ جب مغلوب ہی نہ ہو تو غالب کس پر ہوگا۔

(۲) قولہٗ۔ قادر مطلق کے یہہ معنے لینا کہ وہ جو کچھ چاہے کر سکتا ہے۔ خدا کو خواہش والا بتلانا ہے۔ خواہش اس چیز کی ہوتی ہے جو موجود نہ ہو۔ پس خدا پر خواہش کا الزام لگانا اس لئے کہ وہ قادر مطلق ثابت ہو غلطی ہے۔ بلکہ قادر مطلق کے یہہ معنے لینے کہ جو کچھ دنیا میں موجود تھا یا ہے یا ہوگا وہ سب پر غالب ہے۔

(۳) قولہٗ۔ بغیر ہستی کے ہستی نہ ہو سکے یہہ موجودہ قاعدہ خدا کا ہے اس کے خلاف خدا نہیں کرتا۔

(۴) قولہٗ۔ کہ اس کی صفت مالکیت کے خلاف ہے جس طرح خدا کی صفت بے مثل ہے اسی طرح قدیمی مالک ہوتا ہے اور احتیاج یعنے ضرورت اس کے خزانہ میں نہیں ہے کیونکہ ملکیت یعنے مادہ اور ارواح ہر وقت ازلی ہو کر اس کے پاس موجود تھیں۔

(۵) قولہ۔ یہہ تو آپ کو بھی تسلیم ہے کہ موجودہ مادہ سے دنیا بنتی ہے۔ اب فرق اتنا ہے کہ پہلی خدا کے پاس مادہ موجود نہ تھا اس واسطے اس نے پہلے مادہ کو پیدا کیا بعد میں دنیا بنائی۔ گویا آپ خدا کے گھر میں مفلسی بتلاتے ہیں۔ ہم اس کے پاس ملکیت کے طور پر ازلی مانتے ہیں اور مفلس نہیں مانتے۔ پنڈت صاحب کے تمام جواب کے کسی مقام کا خلاصہ اور اکثر اصل جواب میں نے بالترتیب نمبروار پیش کیا۔ گو پنڈت صاحب کے جواب میں بالترتیب نمبر نہیں ہیں۔ ہماری طرف سے پنڈت جی کے جواب نمبر (۱) کی نسبت یہہ عرض ہے کہ آپ نے قادر مطلق کے معنے غلط سمجھے ہیں یا دیدہ و دانستہ کتراتے ہیں۔ آپ پھر کسی فارسی یا عربی لغت کو پڑھیے قادر مطلق ہونا خدا کی صفت ہے جس کے معنے کامل قدرت و اختیار رکھنے والے کے ہیں (لفظ مطلق کے معنے بلا قید) غالب ہونا خدا کی صفت نہیں ہے۔ بلکہ اس کی صفت کا نتیجہ ہے کیونکہ جسے قدرت ہوتی ہے وہ ہی غالب ہوتا ہے۔ مگر آپ صفت کے منکر ہو کر نتیجہ کے قایل ہیں۔ کیا خوب (۲) پھر خدا کے لئے جو ہم نے لفظ مطلق استعمال کیا تھا اس پر آپ نے بالکل ہی قلم پھیر دیا اور اس کی صفت قادر مطلق سے صرف قادر ہی رہنے دیا کیا اس لئے نہیں کہ اگر قادر مطلق مانا جاوے تو اس کا قادر ہونا کچھ بھی بعید از عقل نہ ہوگا۔ اور پھر ہماری دلیل کو آپ کسی طرح سے اُٹھا نہیں سکتے۔ مگر یہہ بھی یاد رکھئے کہ جب آپ اس کو محض قادر مانتے ہیں تو ہمارا یہہ اعتراض بھی کسی طرح سے اٹھا نہیں سکتے کہ انسان کی قدرت میں اور خدا کی قدرت میں پھر کچھ بڑا فرق نہ رہا دونوں ہی قادر ہونگے۔ اور رفتہ رفتہ انسان بھی اس درجہ تک پہنچ جائیگا۔ کیونکہ خدا میں قدرت مطلق تو آپ کے نزدیک ہی نہیں جو انسان میں کبھی ہو نہ سکے۔ پس آپ تمام مذاہب کے اصول مُسَلّمہ سے ہٹکر ایک ایسی مشکل و کفر کی دلدل میں پھنس گئے کہ خدا کو انسان کے برابر کر دیا۔ قربان ایسے ہٹ کے۔

(۳) پھر آپ جو یہہ فرماتے ہیں کہ مغلوب نہ ہو تو غالب کس پر ہوگا۔ جناب ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ مغلوب موجود ہے۔ آپ کی سمجھ کا پھیر ہے۔ فرق یہہ ہے کہ آپ غالب و مغلوب دونوں کو ازلی مانکر ایک کو غالب اور دوسرے کو مغلوب بناتے ہیں۔ اور کوئی وجہ نہیں بیان کر سکتے کہ جب دونوں واجب الوجود ہیں تو ایک غالب کیوں ہوا اور دوسرا مغلوب کیوں رہ گیا۔ ہم یہہ کہتے ہیں کہ خدا قادر مطلق اور اکیلا ازلی واجب الوجود ہے اور اس نے اپنی قدرت مطلق سے مادہ کو موجود کیا اور اس لئے وہ مادہ پر غالب ہے۔ پھر آپ کے دھرم پستک میں خدا اتفاق و خوش قسمتی سے مادہ کا مالک بن بیٹھا۔ اور ہمارے یہاں کلام ربانی میں وہ اپنی ذاتی صفات و اختیار مطلق سے مادہ کا خالق ہے اور اس لئے وہ اس پر غالب ہے۔

اب آپ اپنے اعتراض نمبر (۲) کا جواب بھی سُنئے۔ ہماری تعریف میں ذرا بھی غلطی نہیں ہے۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ قادر مطلق وہی ہے کہ جو چاہے وہ کر سکے۔ اور آپ کا یہہ فرمانا کہ اس سے خدا میں خواہش نظر آتی ہے۔ بیشک کیا آپ خدا میں ارادہ و مرضی کے قایل نہیں۔ اگر نہیں تو یہہ فرمائیے کہ وہ بغیر خواہش و مرضی و ارادہ کے دنیا کو کس طرح سے بناتا و بگاڑتا ہے۔ کس طرح سے اپنا انتظام رکھتا۔ اور کس طرح سے سزا و جزا دیتا ہے۔ پھر اگر آپ قایل نہیں تو خدا کو پتھر کی مثل مانئے جس میں مرضی و ارادہ نہیں۔ اور آپ کا یہہ کہنا کہ خواہش اس چیز کی ہوتی ہے جو موجود نہ ہو۔ ہاں صاحب خواہش انسان کو موجود او غیر موجود دونوں کی ہوا کرتی ہے۔ پر خدا میں ایسی خواہش نہیں۔ وہ اپنی مرضی میں مختار کل و آزاد کل و قادر مطلق ہے۔

وہ جو چاہے سو کر سکتا ہے اور انسان میں اور خدا میں یہی فرق ہے کہ انسان جو چاہے وہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے اس کو اپنی خواہش میں تکلیف و رنج و مایوسی و نراس ہوتا ہے۔ پر خدا کو نہیں اس لئے کہ اس کے کل ارادہ و خواہشیں پوری ہوتی ہیں۔ پس اس کو رنج و تکلیف و مایوسی نہیں ہوتی۔ پھر آپ کا یہہ فرمانا کہ "قادر مطلق کے یہہ معنے لینا کہ جو کچھ دنیا میں موجود تھا یا ہے یا ہوگا وہ سب پر غالب ہے"۔ واہ حضرت کیا خوب لغت بھی آپ نے اپنے منگھڑت بنا کر تیار کر لئے۔ کیوں نہ ہو دیانند ہی کے تو چیلے ہو۔ مگر یہہ تو فرمائیے کہ وہ غالب کیونکر ہے کیا بغیر علم و ارادہ و مرضی کے۔ اگر کہو کہ بغیر علم و ارادہ و مرضی کے تو پھر ہم آپ کو اور آپ کے خدا کو کیا کہیں۔ اور اگر کہو کہ ارادہ و علم و مرضی سے غالب ہے تو خواہش اور اچھا اس میں ثابت ہوگی۔ اور پھر آپ کیوں خدا میں اچھا یا خواہش کے منکر بنتے ہیں۔ آپ کے اعتراض نمبر (۳) کی نسبت ہم کافی طور پر نور افشاں مطبوعہ ۸ ستمبر ۱۹۰۰ء میں لکھ چکے ہیں اور اسی طور پر آپ کے جواب یا اعتراض نمبر (۴) کی نسبت نور افشاں میں چھپ چکا ہے۔

اب آپ کا جواب نمبر (۵) بھی اسی قسم کا ہے جیسا کہ نمبر (۴) ہے۔ اور جس کا جواب کافی و شافی لکھا گیا جیسا کہ مذکور ہوا۔ مگر کچھ اور بھی آپ کی تسلی کے لئے عرض کیا جاتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ خدا نے مادہ کو پیدا کیا اس سبب سے وہ مفلس ظاہر ہوتا ہے اور آریہ صاحبوں کے اصول کے مطابق مادہ غیر مخلوق ہو کر ازل سے خدا کے ساتھ ساتھ چلا آتا ہے اور اس لئے وہ مفلس نہیں ہے۔ اے ناظرین ذرا انصاف کیجئے کہ کون مفلس ہوگا وہ جس کو یہہ قدرت ہے کہ جب چاہے پیدا کرے اور جب چاہے نیست کرے۔ یا وہ جسے پیدا کرنے یا نیست کرنے کی قدرت نہیں مگر اتفاق سے اگر کوئی چیز ہاتھ لگ جاوے تب اس کا کام چلے۔ واہ آریہ بھائیو خدا کے اچھے خیر خواہ بنتے ہو۔ آپ کے حق میں خدا کا یہہ فرمان بہت ہی راست ٹھہرتا ہے کہ آنکھ رکھتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ اور کان رکھتے ہوئے نہیں سُنتے۔ خدا آپ پر رحم کرے اور آپ کے دلوں اور عقلوں کو کھولے۔

ہماری تیسری قباحت ارواح و مادہ کی قدامت کے خلاف یہہ ہے کہ اگر روح و مادہ قدیم ہیں تو قدیم چیزوں کی صفات قدیم ہو کر غیر متغیر ہونگی۔ اگر غیر متغیر نہ مانیں تو یہہ ماننا پڑیگا کہ ذات بھی تغیر پذیر ہے کیونکہ صفات و ذات کا ایسا علاقہ باہمی ہے کہ ایک کی تبدیلی دوسرے کی تبدیلی پر موثر ہے۔ مثلاً اگر ہم کسی چیز کی صفات کو مٹتا ہی دیکھیں تو اس کی ذات کا مٹ جانا ضروری لازم آویگا۔ اسی طور پر اگر ذات کسی شی کی نیست ہو جاوے تو اس کی صفات جو ذات پر قایم ہیں ضرور نیست ہو جائینگی۔ پس ذات کے تغیر سے صفات میں تغیر لازم آویگا اور صفات کے تغیر سے ذات میں تغیر لازم آویگا۔ ہم اُنکے علاقہ باہمی کو ایسا پیوستہ پاتے ہیں کہ ایک کی تبدیلی سے دوسرے کی تبدیلی ضرور لازم آتی ہے۔ پھر اگر ذات متغیر مانی جاوے تو وہ قایم بالذات یا ازخود ہستی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ قایم بالذات وہی ہے جس میں کبھی تغیر نہ ہو۔ کیونکہ ضرورت ذاتی جو قدیم سے ازخود ہے وہ ہر وقت میں ضرور یکساں ہونا چاہئے۔ اور یہہ بھی خیال رہے کہ ترقی و تنزل کے بارے میں انسان کی مثال اس امر میں صحیح نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہہ امر ہمارے اور آپ کے درمیان (یعنے آریہ صاحبان) زیر بحث ہے۔ خدا البتہ ازخود ہستی ہے جس کی نسبت ہم کو اور آپ کو کچھ حجت نہیں بلکہ دونوں فریق کو خدا کا ازخود ہستی ہونا مسلم ہے۔ لیکن خدا کی ذات و صفات ہم دونوں فریق کے نزدیک غیر متغیر ہیں۔ پس اس طور پر اگر مادہ اور ارواح انسانی ازخود ہستیاں مانو تو ان کی ذات و صفات بھی غیر متغیر مانو۔ مگر انسانی تجربہ میں ارواح انسانی اور مادہ کی صفات متغیر نظر آتی ہیں۔ لہذا وہ ازخود ہستی و قدیم ہستی نہیں ہو سکتے۔

پنڈت صاحب ہماری اس دلیل کے جواب میں یہہ فرماتے ہیں۔

قولہٗ۔ دنیا میں صفات دو قسم کی ہیں۔ ایک قدرتی جسکو سُبھاوک گُن کہتے ہیں۔ دوسری مصنوعی جس کو نیمتک گن کہتے ہیں۔ سُبھاوک گن یا قدرتی صفات تو ہمیشہ لاتبدیل ہوتی ہے اور مصنوعی صفات ہمیشہ بدلتی رہتی ہے جس سے آپ کا خدا بھی نہیں بچا ہے۔ یعنے وہ پہلے اپنے آپ میں موجود تھا اب دنیا کی ہر ایک شے میں یا بقول عیسائی صاحبان آسمان پر بیٹھا ہے۔ گویا پہلے خدا اپنے آپ کا عالم تھا اب تمام دنیا کا عالم ہے۔ اسی طرح پہلے خدا الغنی کا مالک تھا اب تمام دنیا کا مالک ہے۔ اسی طرح پر وہ صفات جن کا تعلق دوسروں سے ہے وہ تو ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ صرف وہ صفتیں جن کا تعلق قدرتی ہے وہ لاتبدیل ہیں۔ جیسے قدامت و عین سرور ہونا۔ اسی طرح پر روح و مادہ کی حالت ہے۔ روح کا گیان بھی نیمتک گیان کی وجہہ سے بڑھتا گھٹتا رہتا ہے۔ اس سے روح کی ہستی میں کچھ فرق نہیں آتا۔ مثلاً آنکھ کی طاقت سورج۔ چاند اور چراغ کی روشنی میں مختلف قسم کی ہوتی ہے کیا اس سے آنکھ کی اصلیت میں کچھ فرق آتا ہے بالکل نہیں۔ جن چیزوں کے تغیرات سے ہم پیدا ہونا اور نابود ہونا خیال کرتے ہیں وہ مادی چیزوں کے جسمانی تغیرات ہیں جو چیزوں کے علیحدہ ہونے اور ملنے سے بڑھتے اور گھٹتے ہیں انہیں کے تغیرات سے چیز کی ہستی میں فرق آتا ہے۔ مثلاً ایک انسان کے شریر میں گرمی کا حصہ زیادہ ہے اور وہ سردی کے سبب گھٹنا شروع ہو تو

کہا جاویگا کہ انسان کے بدن میں تغیر ہو گیا۔ لیکن اس حالت کو تغیر نہیں کیا۔ جیسے ایک آدمی اندھیرے میں بیٹھا ہوا ہو اب کسی نے اس کے سامنے چراغ دھر دیا پہلے اس کو کچھ نظر نہ آتا تھا اب نظر آنے لگا تو اس کی آنکھ کی صفت بدل گئی ہرگز نہیں۔ جس طرح یہہ غلط ہو اسی طرح عقل جو جیو کا گُن ہو ویدوں کی تعلیم سے عالم ہو جاتی ہو اور تعلیم کے بغیر جاہل رہتی ہو۔

پنڈت صاحب کے تمام جواب کا ماحصل یہہ معلوم ہوتا ہو کہ روح کی سُبھاوک یا ذاتی صفات (جس کو پنڈت صاحب قدرتی صفات کہتے ہیں) تو تبدیل نہیں ہوتیں گر نیمتک یا مصنوعی صفات تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔

پنڈت صاحب کو واجب تھا کہ اس جگہہ صاف طور پر یہہ بھی بتلا دیتے کہ ان کے خیال میں انسان کی روح اور مادہ کی قدرتی صفات کون سی ہیں اور مصنوعی صفات کون سی ہیں۔ مگر ان کی عبارت پر غور کرنے سے صاف طور پر کوئی پتہ نہیں لگ سکتا۔ علاوہ بریں آپ نے جو تین مثالیں پیش کی ہیں وہ تینوں جسم سے متعلق ہیں نہ روح سے۔ مثلاً دو جگہہ آنکھ کی اور ایک جگہہ جسم کی۔ اس سے کوئی عقدہ حل نہیں ہوتا۔ روح کے لئے روح کی قدرتی صفات اور مصنوعی صفات دونوں کی علیحدہ علیحدہ مثال پیش کر کے ہم کو بتلاتے کہ دیکھئے روح کی قدرتی صفات میں کچھ تبدیلی دیکھنے میں نہیں آتی۔ اور روح کی مصنوعی صفات میں اس طور پر تبدیلی ہونے سے کچھ قباحت نہیں ہوتی ہو۔ لہذا آپ کے ایسے مبہم جواب پر کیا لکھا جاوے۔ مگر تاہم جس قدر ہم آپ کے جواب کو سمجھ سکتے ہیں جواب عرض کرتے ہیں۔

اولاً۔ آپ ہمارے دعوی کو خود ہی تسلیم کرتے ہیں جب آپ یہہ مان لیتے ہیں کہ روح کے سبھاوک گُن نہیں تبدیل نہیں ہوتی پس ہمارے دعوی کی ڈگری تو ہو چکی اور نیز آپ نے اس میں ہمارے اس دعوی کو بھی تسلیم کر لیا ہو کہ روح کی ذاتی صفات علم و عقل میں ترقی و تنزل ہوتا رہتا ہو۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ "عقل جو جیو کا گُن ہو ویدوں کی تعلیم سے عالم ہو جاتی ہو۔ اور تعلیم کے بغیر جاہل رہتی ہو" اس سے صاف ظاہر ہوتا ہو کہ روح کی قدرتی صفات یعنے علم و عقل میں بھی آپ تغیر کے قایل ہیں۔ اور جب تغیر ہوا تو قدیم نہیں ہو سکتیں۔ مگر برعکس اُسکے آپ اس میں یہہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ روح کی اس ترقی و تنزل سے اس کی صفات میں کچھ تغیر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ آپ آنکھ اور چراغ کی مثال پیش کر کے دکھلانا چاہتے ہیں کہ جس طرح چراغ کی روشنی میں آنکھ سے دیکھنے پر اس کی صفت میں کچھ تبدیلی نہیں ہوئی۔ اسی طرح روح کے علم حاصل کرنے میں کچھہ تبدیلی نہیں ہوئی۔ کیا خوب۔ کبھی آپ ترقی و تنزل کے خود ہی قایل ہوتے ہیں اور کبھی مُنکر بن جاتے ہیں۔ کیا منکر و نکیر نے آپ کو گھیر رکھا ہو۔

(۲) آپ نے جو آنکھ اور انسانی روح کی مثالیں پیش کی ہیں وہ دونوں امر زیر بحث ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک دونوں میں تغیر ہوتا رہتا ہو۔ مگر معلوم نہیں کہ آپ کے نزدیک کیوں نہیں۔ کیونکہ آنکھ کا تغیر نہ صرف اس امر میں نظر آتا ہو کہ وہ روشنی کے بغیر نہیں دیکھ سکتی۔ بلکہ ان امور میں بھی کہ کبھی وہ صاف دیکھتی اور کبھی بیماری کے باعث ضعیف ہو جاتی ہو اور کبھی اندھی ہو جاتی ہو۔ اور خصوصاً جب جسم انسانی ہو وہ متغیر ہوتا رہتا ہو تو اس کے کل عضو اور حواس بھی بیکار ہو جاتے ہیں۔ پھر جب جسم انسانی خود ہی فانی ہو تو اس کے جسمانی قوی بھی سب فانی ہوئے اور جب فانی ہوئے تو متغیر بھی ہوئے۔ اب انسانی روح کے تغیر کو تو آپ نے خود ہی تسلیم کر لیا کیونکہ جب انسانی روح تعلیم سے عالم بن جاتی اور بغیر تعلیم کے جاہل رہتی ہو تو بس ترقی و تنزل کی حالتیں خود ہی تغیر دکھا رہی ہیں۔ اس بدیہی امر میں اور دلیل لانے کی کیا ضرورت ہو۔ البتہ آپ کی یہہ بات کسی قدر قابل توجہہ ہو جیسا کہ آپ اپنے جواب میں فرماتے ہیں۔

قولہٗ۔ جناب عالی جبکہ آپ کے خیال میں از خود ہستی سوائے خدا کے دوسرے کو نہیں کیونکہ روح اور مادہ زیر بحث ہیں۔ اس واسطے جو مثال دی جاویگی وہ زیر بحث میں سے ہوگی۔ لیکن قدامت کے دعویداروں کو کوئی نہ کوئی مثال مل ہی جاتی ہو۔ سو آپ کے خدا صاحب میں جو دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے صرف اپنی عالم تھی اب دنیا کے عالم ہو گئے۔ یہہ علمی تغیر صاف بتلا رہا ہو کہ از خود ہستی کے بیرونی تعلقات والی صفات بدل سکتی ہیں۔ اس میں کوئی ہرج پیدا نہیں ہوتا الخ

اجی حضرت آپ کو مثال تو مل گئی مگر اس سے آپ کا مطلب کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔ کیا آپ کو یہہ نہیں معلوم ہو کہ خدا دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے بھی دنیا کا عالم تھا۔ کیونکہ وہ عالم الغیب ہو اور اس کا کل علم ازلی ہو۔ معلوم ہوتا ہو کہ آپ اور آپ کی دیانندی گروہ جس طرح قادر مطلق ہونے سے مُنکر ہیں۔ اسی طرح خدا کے عالم الغیب اور عالم مطلق ہونے سے بھی مُنکر ہیں۔ جب ہی آپ خوش ہو کر فرماتے ہیں کہ او ہو۔ اب خدا خلقت پیدا کرنے کے بعد دنیا کا عالم ہو گیا۔ اب فرمائے کہ اس میں تغیر کیا ہوا۔ ہاں جیسا آپ خیال کرتے ہیں اس میں تغیر ضرور ہوتا ہو کہ خدا کو دنیا کی نسبت آگے علم نہ تھا پیدا کرنے پر ہوا۔ مگر معلوم ہوتا ہو کہ آپ عیسائیوں کے عقیدہ سے واقف نہ تھے کہ عیسائی خدا کو عالم ازلی مانتے ہیں جسکے نزدیک کوئی زمانہ نہیں سب زمانہ

ہولناک وقت

"جس وقت لوگ کہتے ہیں سلامتی و بے خطری تب ان پر ناگہانی ہلاکت آویگی اور وہ نہ بچیں گے" (۱ تسلونیقی ۵: ۳)

اس میں کچھ شک نہیں کہ آج کل مسیحی یہہ خیال کرتے ہیں کہ ہم بہت سنجیدہ زمانہ میں عمر بسر کر رہے ہیں ہولناک ماجرے ہمارے نزدیک ہیں۔ ایسے ہولناک جن کا دنیاوی لوگ خیال بھی نہیں کر سکتے اکیونکہ تمام واقعات جلد آنے والی تکلیفات کی طرف اشارہ کرتی ہیں جو کہ ناگہانی ہم پر آسکتی ہیں۔ بہت برسوں سے چار فرشتے چاروں آسمانی ہواؤں کو تھامے ہوئے ہیں۔ (دیکھو مکاشفہ ۷:۱) پیشین گوئیوں میں ہواؤں سے جنگ مراد ہے۔ اس لئے حاکم الحاکمین نے چار فرشتوں کو لڑائی کے روکنے کو دنیا کے لئے مقرر کیا۔ ایسی لڑائی جس میں دنیا کی تمام قومیں ایک بڑے ہولناک جنگ میں مصروف ہونگی!

اس قسم کی لڑائی کا موقع یورپ کو کئی دفعہ ملا ہے۔ مگر آپس کی یگانگت ضرور یورپین طاقتوں کے دبدبہ خاطر انگلنڈ و روس و فرانس و آسٹریا وغیرہ سے یہہ لڑائی رکی رہی۔ ٹرکی کی نسبت یورپ میں معاملات وقتاً فوقتاً بڑے نازک رہتے ہیں۔ نزدیک تھا کہ یورپ کی تمام طاقتیں ملکر سلطان ٹرکی کی سلطنت کو تباہ کرتیں لیکن ہر دفعہ حتی المقدور کوششیں کی گئیں کہ مداخلت بیجا نہ کی جاوے۔ یہہ سمجھتے ہوئے کہ ملکی انتظام میں اس سے فائدہ ہے۔ اور یہہ ایک مشرقی معاملہ بنجاتا ہے۔ اور اگر وہ اس کے حل کرنے میں کوشش کرتے تو کسی قدر یورپ کے اتحاد میں خلل پڑجاتا۔ سو اس حالت میں اس معاملہ کو ملتوی رکھا گیا۔ اور چاروں فرشتہ حسب معمول چاروں ہواؤں کو تھامے ہوئے ہیں۔

باوجودیکہ خدا نے چار فرشتوں کے وسیلہ سے اس عظیم جنگ کو روک رکھا ہے۔ تاہم یہہ طاقتیں اور ان کے برباد کرنے والی طاقت دن بدن ترقی پذیر ہیں۔ یہہ صرف ایک وقت تک ترقی کرینگی۔ اس سے زیادہ نہیں کیونکہ خدا اپنی مرضی کے مطابق دنیا اور اس کی چیزوں کو ڈھاتا و بناتا ہے۔ جیسا کہ ہم (پہلا تسلونیقی ۵: ۳) میں پڑھتے ہیں کہ "جس وقت لوگ کہتے ہونگے کہ سلامتی و بے خطری تب ان پر ناگہانی ہلاکت آویگی اور وہ نہ بچیں گے۔" صلح و سلامتی کی صدا کئی مرتبہ ممبر پر سے سُنائی گئی تھی۔ اور سرگرم مسیحی خدمتگذار یہہ خیال کرتے ہیں کہ کلیسیا کی وفادار اور محفوظ کوششوں سے آخر کار ان پر سُنہرا زمانہ سایہ ڈالیگا اور جب قومیں اپنی تلواروں کو توڑ کر پھالیں بناوینگی اور اپنی برچھی کو ہنسوا اور خداوند کی حکمت زمین کو اسی طرح ڈھانپ لینگی جوں پانی سمندر کو ڈھانپتا ہے۔

کلام فرماتا ہے کہ یہ وقت ضرور آویگا۔ مگر مسیح کی دوسری آمد سے پہلے نہیں۔ جب کہ وہ اپنوں کو دنیا سے نکالیگا اور بدی کرنے والوں کو سزا دیویگا۔

مذکورہ بالا زمانہ جو کہ زمین کی صفائی و پاکیزگی کے بعد ہوگا یہہ خوش وقت زمانہ ہوگا۔ نہ کہ وہ جو کہ کلام میں ہمیں سکھایا گیا ہے کہ مسیح کی دوسری آمد کے بعد ہوگا۔ بلکہ برعکس اس کے ہم کو بتلایا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں ہولناک وقت آویگا۔ جیسا کہ نوح و لوط کے زمانہ میں تھا ویسا ہی ہوگا جبکہ ابن آدم آویگا اور دنیا ابتری کی حالت میں ہوگی۔ لیکن سلامتی کی صدا ممبر پر سے اور اسی کی گورنمنٹ شامل ہونی چاہئے اور ایسا ہی ہوتا ہے۔ شاہنشاہ روس کی صلاح دنیا کے سامنے اور سب پر عیاں و روشن ہے۔ اور اگرچہ یہہ زیادہ قوموں کی آنکھوں کے سامنے نہ ہو تاہم صلح کا ڈنکا نقارہ ایسے وقت میں جبکہ لڑائی کا بخار اس قدر تیزی پر تھا ہر ایک ہوشیار مسیحی کے واسطے آگاہی ہے۔ کیونکہ ایسے وقت خاتمہ کی پیشین گوئی ہوتی ہے جبکہ وہ کہیں صلح و سلامتی تب ان پر ناگہانی آفت آگئی۔ یسعیاہ نبی نے اپنی آخری رویا میں دھوکا بازی کو دیکھا۔ بابل کے گرنے سے کچھ پہلے (دیکھو ۲ و ۲۳) اس وقت دھوکا بازی بہت سی قوموں میں یا ایک قوم میں لڑائی کے وقت ہتھیار اُٹھا سکتی ہے۔ لیکن خداوند کیا کہتا ہے نبی کی معرفت۔ ہائے بہت قوموں کا ہنگامہ ہوتا ہے۔ وہ سمندر کے شور کی مانند شور کرتی ہیں اور اُمتوں کا نمونہ ہوتا۔ وہ بڑے پانیوں کے ریلے کی مانند شور کرینگی۔ مگر وہ انہیں ڈانٹے گا اور وہ دور بھاگ جاوینگی۔ اور اس بھوسے کی مانند جو اڑتا پھرے۔ یا اس پتے کی طرح جو بگولہ میں گھومے مارے مارے پھریں گے۔ اور دیکھو شام کے وقت تو بہت ہے اور صبح ہونے سے پیشتر وہ نابود ہیں۔ وہ جو ہم کو تاخت کرتے ہیں یہہ ان کا عقیدہ ہے اور وہ جو ہم کو لوٹتے ہیں یہہ ان کا بخرہ ہے" (۱۷: ۱۲ سے ۱۴) اور دیکھو صفنیاہ ۳: ۸) باوجود اس کے تم میرے منتظر رہو۔ خداوند فرماتا ہے۔ اس دن تک کہ میں لوٹ کے لئے اُٹھوں۔ کیونکہ میرا ارادہ ہے کہ قوموں کو جمع کروں۔ اور مملکتوں کو اکٹھا کروں تاکہ میں اپنے غضب کو ہاں سارے قہر شدید کو ان پر نازل کروں۔ کیونکہ میرے غضب کی آگ ساری زمین کو نگل جاویگی۔"

ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قوموں کا اکٹھا ہونا ضرور عمل میں آئیگا۔ اور جنگ خداوندی ہوگی۔ اور ایسی لڑائی نہ ہوگی جیسی کہ خیال کی جاتی ہے کہ قوموں کے درمیان ہوگی جو کہ ان کی چڑھائی کے ذریعہ سے ان کی



حوصلہ وہی کسے لئے ہوگی۔ خواہ ان کا کوئی منصوبہ یا امید یا صلاح کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ بربادی ان کے لئے ٹھہری ہے اور وہ نہ بچیں گے۔ کیونکہ خداوند اپنی جلال والی آواز سُنائیگا اور اپنے قہر کی شدت اور آتش سوزاں کے شعلے نکلکر باڑ اور آندھی اور اولوں کے ساتھ اپنے ہاتھ کا اُتارنا دکھلائیگا (یسعیاہ ۳۰:۳۰)

کیونکہ دیکھو خداوند آگ لئے ہوئے آئیگا۔ اور اس کی گاڑی گردباد کی مانند چلے گی تاکہ جوش سے اپنا غصہ اور آتش کے شعلہ کے ساتھ اپنا قہر ان پر لاوے۔ کہ آگ سے اور تلوار سے خداوند سارے لشکر کا مقابلہ کریگا۔ اور خداوند کے مقتول بہت سے ہوں گے۔ (یسعیاہ ۶۶: ۱۵ و ۱۶)

دیکھو خداوند سرزمین کو اندیل کے خالی کرتا ہے۔ اور اوپر کی تلے کرتا ہے۔ اور باشندوں کو تتر بتر کرتا ہے۔ سرزمین ایک لخت اُجڑ گئی ریشکست ہوئی۔ شدت سے ہلائی گئی۔ متوالا کی مانند آگ ڈگمگاتی ہے۔ اور سرکائی جاتی ہے۔ اس کے گناہ کا بوجھ اس پر بھاری ہوا گریگی اور پھر نہ اُٹھیگی (یسعیاہ ۲۴: ۱۹ و ۲۰)

راقم

آر۔ اے۔ گریوس

جناب اڈیٹر صاحب

تسلیم۔ یہہ عام قاعدہ دیکھا گیا ہے کہ آدمی اپنے قول کو خواہ غلط ہو غیر پر ترجیح دیکر صحیح ثابت کرنا چاہتا ہے۔ اور بعض دفعہ اپنے قول کی ثبوتی میں ایسی حجت پیش کرتا ہے کہ جس سے اس کی تمیز بھی اُسے الزام دیتی ہے۔ ایسے شخص کی نسبت صاف لفظوں میں یہہ کہدیا کہ اس نے حق کا خون کیا اور آپ منصفانہ رتبہ سے گرگیا کچھ بیجا نہیں۔ لیکن محقق اس کو سمجھنا چاہئے۔ کہ جب اُس کو اپنی غلطی سے آگاہی ہو تو فوراً اس کا اقرار کرکے مشکور ہو نہ کہ اس غلطی کو اپنی تقریر کی پیچ بازی یا لفظی تکرار کی اُلجھن میں ڈالکر درست ثابت کرنے کی سعی کرے۔

یہہ تو اکثر تجربہ میں آتا رہتا ہے کہ جہاں چار پانچ بھی اکٹھے ہوئے اور کوئی مسئلہ چھڑ گیا تو مشکل سے دو شخص متفق الرائے ہوتے ہیں۔ ورنہ ہر ایک اپنی علمی تقریر کے سامنے دوسرے کو ہیچ کر دکھاتا ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ ایک تو اس لئے کہ ہر ایک شخص مسئلوں کی بابت بالکل آزاد ہے۔ خواہ وہ کسی صورت میں سمجھے اس کو ممانعت نہیں۔ آزادی تو نہایت درجہ کی عمدہ چیز ہے۔ پر لوگوں نے اس آزادی کو بدنی کا پردہ بنایا ہے۔ اور یہہ مسئلوں یا کسی عمدہ فائدہ حاصل کرنے کے لئے مضر اور ایک بھاری رُکاوٹ ہے۔

دوسرے تعلیم کا نتیجہ۔ میرا یہہ مطلب نہیں کہ تعلیم نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ تعلیم پوری نہیں ہوتی یا لائق طور سے نہیں ہوتی۔ اگر کسی صاحب کو بُرا نہ معلوم دے تو بلاخوف یہہ کہدیتا کہ بعض دیسی پادری صاحبان بھی اس سے گرے ہوئے ہیں۔ حق کی مخالفت نہیں بلکہ حق بجانب ہوتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ اس معاملہ میں مشنری صاحبان نے بھی کچھ غلطی کی ابھی ان کو واجب تھا کہ دودھ پیتے ہوئے بچے کو گوشت تو کیا معمولی سخت خورش بھی نہ دیتے۔ پر آپ صاحبان نے بعض بچوں کی چنچل طبیعت یا بھولے بھالے جواب سے جو کسی وقت درست نکل جاتے ہیں تسکین پذیر ہوکر اس عہدہ پر جو جوان اور با سمجھ آدمی کے لئے ہونا چاہیئے تھا بچوں کو مقرر کردیا۔

لہٰذا ذاتی گناہ کے مسئلے کو جو ہمارے سامنے پیش ہے غور کیجئے کہ کیسی کیسی اوتق بیانیاں ہمارے سامنے دکھائی جاتی ہیں۔

اچھا صاحب میں آپ سے یہہ دریافت کیا چاہتا ہوں کہ ایک سیدھا سادہ شخص جو کہ صرف اتنا جانتا ہے کہ میں گنہگار ہوں اور اس کا اپنا اتنا تجربہ ہے کہ جب گناہ سرزد ہوتا ہے تو جسم سے ہوتا ہے اور وہ اسی بات کا قائل ہے تو کیا وہ نجات نہ پائیگا یا ایک اور شخص ہے جو کہ مردہ نعش کو دیکھکر کہتا ہے کہ اگر گناہ بذاتہ جسم ہے تو سزا کے لئے اسے حیات رہنا تھا۔ پر چونکہ یہہ فانی ہے اور روح باقی ہے۔ اس واسطے گناہ بذاتہ روح ہے کیونکہ سزا اور جزا کے لئے وہ اپنے میں بقا رکھتی ہے۔ تو صاحب۔ کیا وہ نجات سے محروم رہیگا؟ ہرگز نہیں۔

جناب مسیح خداوند کا فرمان سُنئے ”تم تمام دنیا میں جاکر ہر ایک مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔ جو کہ ایمان لاتا ہے۔ بپتسمہ پاتا ہے نجات پائیگا“۔ اب دیکھئے نجات کا حاصل کرنا مسیح خداوند پر ایمان لانے سے ہے نہ کہ اس بات پر کہ گناہ بذاتہ روح ہے یا جسم۔ ہمارے واسطے یہہ کافی ہے کہ انسان گنہگار ہے“ اور یہہ دیانت کی بات اور بالکل پسند کے لائق ہے کہ مسیح یسوع گنہگاروں کے بچانے کو دنیا میں آیا اور میں ان سب میں بڑا گنہگار ہوں“۔ کیوں صاحبو؟ کیا یہہ شکر کا مقام نہیں ہے کہ دونو قسم کے اشخاص اپنے گناہوں کا اقرار کرکے خداوند کے پاس آتے ہیں“ یہہ خوب اور پسندیدہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ سارے آدمی (خواہ وہ جو گناہ کو بذاتہ روح یا بذاتہ جسم مانتے ہیں) نجات پاویں“۔

باقی آئندہ

راقم

ایم۔ مارٹن۔ گلڈ پریچر
کنجاہ۔ گجرات

ک

بقیہ

آواگون

ج

ہندو آریوں میں تعلیم تناسخ کیوں ایجاد کیگئی تھی

اگر بالفرض یہہ مان لیا جاوے کہ آتما میں ستو۔ رجو۔ اور تموگن قدرتی ہیں اور انہیں کے سبب انسان سارے کرم کرتا ہے۔ جیسا کہ منو اور بھگوت گیتا کا بیان ہے تاہم اس بات سے یہہ خیال کیونکر پیدا ہوا کہ "یہہ آتما اس دنیا میں مختلف جونوں میں داخل ہوتی ہے ایک کے بعد دوسری میں"۔ (منو، یا چھندوگیا اُپنی شد سے حوالہ دیا گیا۔ (دیکھو حرف ب)

"وہ جن کی چال وچلن نیک رہی ہے بہت جلدی کوئی نیک جنم پائیں گے۔ کسی برہمن یا چھتری یا ویس کا جنم۔ لیکن وہ جن کی چال وچلن بُری رہی ہے بہت جلدی کوئی بُرا جنم پائیں۔ کسی کتّے یا سور یا چنڈال کا جنم"۔

ان مصنفوں نے یہہ نہیں بتلایا کہ بھلی یا بُری چال چلن کے سبب کیوں آتما اس جسم سے جُدا ہو کر ادنیٰ جانوروں کے قالب میں جائیگی یعنے چال وچلن کے لئے آواگون کیوں لازمی معلوم ہوا۔ کوئی اور سزا یا جزا کیوں نہ سُوجھی۔ بری ہا د آرن یاک اُپنی شد کے برہمنا ۴ آیت ۳ و ۴ میں آواگون کے لئے تشبیہیں ضرور دی گئی ہیں کہ

۳۔ "جس طرح جونک گھاس کے پتے کے سرے پر پہنچکر اور آگے سہارا حاصل کرنیکے لئے اپنے تئیں سمیٹتی ہے اسی طرح آتما کسی اور جگہہ سہارا حاصل کرنیکے لئے اپنے تئیں سمیٹتی ہے جب اس جسم کو اُتار کر گیان کی حالت کو حاصل کر لیتی ہے"۔

۴۔ "جس طرح سُنار سونے کا ایک ٹکڑا لیکر اس کی اور شکل بناتا ہے جو زیادہ ترنئی اور پسندیدہ ہے اسی طرح اس جسم کو اُتار کے اور گیان کی حالت کو حاصل کرکے آتما ایک صورت بناتی ہے جو زیادہ ترنئی اور پسندیدہ ہے۔ اور وہ یا تو پتروں کی دنیا کے مناسب ہوتی ہے یا گندھروں یا دیوتوں کی یا پرجاپتی یا برہما یا دیگر وجود ونکی دنیا کے"۔

بھگوت گیتا۔ ادھیائے ۲ آیت ۲۲۔

"جیسے پُرش پُرانے بستر اُتار ڈالتا ہے اور نئے بستر پہن لیتا ہے۔ تیسے ہی جیو ایک دیہہ تیاگ کر دوسری دیہہ دھر لیتا ہے"۔

اب یاد رہے کہ یہہ باتیں صرف قیاسی تشبیہیں ہیں اور آواگون کے لئے بجائے خود کوئی لازمی وجہہ نہیں ہے۔ سوال یہہ ہے کہ ہندو آریوں کو تناسخ کا خیال کیونکر آیا۔ کس بات نے یہہ سوچ دلائی کہ آواگون ہے۔ کرشن جی نے ارجن جی کو کل وجودوں کی بابت یوں کہا کہ

بھگوت گیتا۔ ادھیائے ۲ آیت ۲۸ "ہے ارجن ان کا سابقہ حال جانا نہیں جاتا جو یہہ کہاں سے آئے ہیں اور آئندہ حال بھی ان کا جانا نہیں جاتا جو کہاں یہہ گئے ہیں۔ بیچ میں یہہ دیکھنے کو سبھ دکھائی دیتے ہیں"۔

(۱) اس حال میں آواگون صرف ہندو فلاسفروں کا ایک قیاس ہے اور منو اور چھندوگیا اُپنی شد کے مطابق آواگون بطور سزا کے سوچا گیا۔ اور اس سوچ کی بنا عام مشاہدہ تھی یعنے اس دنیا میں لوگ دیکھتے ہیں کہ انسانوں اور حیوانوں کو دُکھ اور تکلیف ہے۔ اور یہہ دُکھ بے سبب نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ موت کے پرے انسانی عقل دیکھہ نہیں سکتی کہ روحیں کہاں جاتی ہیں ان کا کیا حال ہوتا ہے اس لئے جیسا مشاہدہ میں آرہا تھا اسی پر خیال ٹک گیا کہ اس دنیا میں انسان اور انسان اور حیوان پر جو دُکھ نظر آرہا ہے وہ ضرور پہلی چال وچلن کا پھل ہے۔ سزا ہے ورنہ پرماتما کی طرف سے خواہ مخواہ یہہ دُکھ سُکھ نہیں آسکتا تھا۔ اور یوں تناسخ کا خیال جم گیا۔ اور یہہ بھی خیال میں ہے کہ ویدوں میں شریروں کے انجام کی کچھ پختہ خبر نہ تھی۔ سوائے اس کے کہ وہ برباد ہو جاتے ہیں۔ جیسا ویدوں میں انکی بربادی کی دعاؤں سے ظاہر ہے۔ اور اس لئے بھی ہندو عارفوں اور فلاسفروں نے اپنی اُپنشدوں اور شاستروں میں شریروں کو آواگون کے حوالے کیا۔ اور صادقوں کے لئے اچھے جنم سوچے۔ اس سزا پر یہہ دُکھ کا غم یہاں تک چھا گیا کہ ایک طرف گوتم بُدھ نے (جس نے آواگون پر زیادہ تر زور دیا تھا) ہستی کو مصیبت کا موجب جانا اور ہستی سے آزاد ہونے کو یعنے نیستی کو مُکتی کہا۔ اور دوسری طرف برہمنوں نے جونوں سے رہائی پانے کو مُکتی کہا۔ اور دونوں فریقوں نے مکتی کے لئے قریباً یکساں طریقے تجویز کئے۔ یعنے گیان۔ دھیان اور تپ (البتہ گوتم نے ویدوں کو برطرف کر دیا کیونکہ ان میں جیوں کو دُکھ دینے یعنے جانوروں کی قربانیاں دینے کی ہدایت تھی) اس لئے جنموں سے رہائی پانی خنکر مقدم ہوگئی۔ اور اس جسم کو چھوڑنے اور دُکھ دینے کی ہدایت ہوئی تاکہ اور جنم نہ بھوگنے پڑیں اور اس جسم سے چھوٹ کر برہما میں جا ملیں۔ الحاصل اس دنیا میں جانداروں میں سزا یہہ دُکھ اصل بنا تناسخ کے خیال کی تھی یعنے اس دنیا میں دُکھ تکلیف دیکھکر انکی بابت تناسخ کا خیال آیا کہ یہہ ایک زندگی کے کرموں کا پھل ہے۔ اور جب یہہ خیال بڑی سرعت کے ساتھ جم گیا تو جگہہ

بقیہ

اُپنشد کی تعلیمات

س ۶۔ اُپنشد میں خالق اور خلقت کو ایک وجود ٹھہرانے کے لئے کیسی مثالیں استعمال کی گئیں؟

ج۔ منڈک اُپنشد ۱-۱-۷ میں یوں لکھا ہو کہ جس طرح مکڑی اپنے سُوت کو بناتی جس طرح زمین اناج کو اُگاتی۔ اور جس طرح انسان کے بدن سے بال اور رونگٹے نکلتے ہیں اُسی طرح بے تبدیل (برہم) سے یہہ سب خلقت پیدا ہوتی ہو۔ ان سب مثالوں کا مطلب یہہ ہو کہ جیسے مکڑی سے اس کا سُوت جُدا نہیں۔ زمین سے اناج جُدا نہیں۔ بدن سے بال جُدا نہیں۔ اسی طرح ان کے خیال کے مطابق برہم سے جگت جُدا نہیں بلکہ دونوں ایک وجود ہیں؟

س ۷۔ کیا ان مثالوں کی کوئی اور تفسیر نہیں ہوسکتی ہو؟

ج۔ ہاں ہوسکتی ہو لیکن اُپنشد کے مفسرین نے تو ان کو اس طرح بھی سمجھا ہو۔ سوامی شنکر اچارج نے اُپنشد سے تو ادویت تعلیم ہی نکالی ہو لیکن اپنشد کے مصنفوں کے خیالات اس امر میں مابعد زمانے کی ویدانت درشن اور اس کے پیروں کی طرح بہت صاف معلوم نہیں ہوتے۔ مثلاً مکڑی اور اس کا سوت زمین اور اس کی پیداوار بدن اور اس پر اُگے ہوئے بالوں کی مثال سے خالق اور خلقت کا محض ایک رشتہ ظاہر ہوتا ہو یعنے مذکورہ بالا چیزوں کی طرح خلقت خالق سے نکلی ہو اور خالق ہی پر انحصار رکھکر اپنے وجود میں موجود ہو۔ ان مثالوں سے یہہ ظاہر نہیں ہوتا جیسے کہ ویدانتی لوگ کہتے ہیں کہ خالق خود غلط فہمی سے خلقت جیسا نظر آرہا ہو۔

س ۸۔ تو کیا اپنشد کی تعلیم ہمہ اوستی ہو یا نہیں؟

ج۔ اُپنشد کے تمام حصوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہو کہ اپنشد کے مصنف ہمہ اوست تو تھے پر ویدانتیوں کی طرح حد درجہ کے ہمہ اوستی نہ تھے جنہوں نے خلقت کو محض ایک بھرم یعنے غلط فہمی قرار دیا۔ اُپنشد کے خیال کے مطابق خالق نے خلقت کو پیدا تو کیا پر محض نیستی سے اس کو ہستی میں نہیں لایا بلکہ خود اس کا اُپادان کارن یعنے علت مادی بھی ہوا یعنے برہم کے وجود سے جگت نکلا اور پھر آخر کو اُسیمیں جاکر فنا ہوجاویگا۔

س ۹۔ اُپنشد میں کتنی روحیں مانی گئیں؟

ج۔ اپنشد کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہو کہ ان کے خیال میں ایک ہی روح ہو جس کو وہ آتما کہتے ہیں یہہ آتما ساری خلقت میں بیاپک یعنے پھیلا ہوا ہو۔ اور مختلف شئے میں مختلف نظر آتا ہو۔ مثلاً ایک ہی آگ جس طرح مختلف شکل کی چیزوں میں مختلف نظر آتی یعنے سیدھی لکڑی میں سیدھی اور ٹیڑھی لکڑی میں ٹیڑھی دکھائی دیتی ویسے ہی ایک ہی آتما مختلف شئے میں مختلف معلوم ہوتا ہو دیکھو کٹھ اُپنشد ۵-۹۔

س ۱۰۔ جیو کیا ہو؟

ج۔ وہی آتما محدود حالت میں جیو کہلاتا ہو۔ اس وقت وہ اگیان کے تحت میں اپنے کرم کا پھل بھوگتا اور آواگون کے سلسلہ میں گھومتا رہتا ہو۔

س ۱۱۔ جیو اور برہم کا کیا رشتہ ہو؟

ج۔ جبکہ محدود حالت میں آتما جیو نام سے ملقب ہوتا ہو تب وہ لامحدود پرم آتما یعنے برہم سے علیحدہ تصور کیا جاتا ہو لیکن تو بھی پرم آتما اور جیو آتما ایک ہی جسم میں بمب ([illegible]) اور پرت بمب ([illegible]) یعنے روشنی اور اس کے عکس کی طرح اکٹھے رہتے ہیں ان میں سے جیو آتما اپنے کرم کا پھل بھوگتا ہو۔ اور پرم آتما ساکشی سروپ یعنے بطور گواہ کے اس کرم پھل کو بھوگتے دیکھتا ہو (دیکھو کٹھ اپنشد ۳-۱-۱ اور منڈک اپنشد ۲:۳:۱:۱) پچھلے مقام میں دونوں آتما کو دو چڑیوں سے تشبیہہ دی گئی۔

س ۱۲۔ آواگون کی نسبت اُپنشد کیا کہتا ہو؟

ج۔ اپنشد میں آواگون کی تعلیم پوری پوری نظر آتی ہو۔ انسان جُون پلٹ کے نہ صرف انسان ہی ہوکر پیدا ہوتا بلکہ بے جان۔ درخت۔ پتھر۔ وغیرہ بھی بنجاتا ہو مثلاً کٹھ اُپنشد ۵:۷۔ اپنے کرم اور گیان کے مطابق کوئی تو جون میں داخل ہوکر دوبارہ جسم اختیار کرتا ہو اور کوئی ستھانوں یعنے درخت وغیرہ غیر متحرک شئے بن جاتا ہو۔

س ۱۳۔ جیو کی ان مصیبتوں کا کیا سبب ہو؟

ج۔ ادویہ یا اگیان یعنے حماقت۔

س ۱۴۔ ادویہ یا اگیان کیا ہو؟

ج۔ ویدانت درشن میں اس امر کی بڑی طول طویل فیلسوفانہ بحث ہو۔ لیکن اپنشد ورشیوں کے فیلسوفانہ خیالات کی محض ابتدا ہو اس لئے اپنشد میں ان باتوں کی بابت بہت صاف اور طویل بیان نظر نہیں آتا۔ اپنشد کے خیال کے مطابق ادویہ یا اگیان وہ شئے ہو جس کے سبب سے جیو آتما اپنی اصلی حالت سے ناواقف اور دنیا میں بھولا ہوا رہتا ہو۔ ناحق کو حق سمجھتا اور اپنی مُکتی کی فکر نہیں کرتا۔

س ۱۵۔ مُکتی کس کو کہتے ہیں؟

ج۔ انکے خیال کے مطابق اگیان کا ناش ہونا مُکتی ہو یعنے جب اگیان ناش ہوتا تو جیو اپنی اصلی حالت کو محسوس اور جب اسکو یہہ معلوم ہوجاتا کہ میں برہم ہوں تو اسکا کرم جاتا رہتا کیونکہ برہم کسی کرم کا کرتا یعنے فاعل نہیں ہو۔ اور جب کرم جاتا رہتا تو کرم کا پھل آواگون بھی ناش ہوتا ہو جیو کی ایسی حالت

بقیہ

چندر لیلا سادھنی کا قصہ

نواں باب

چندر لیلا کا اپنے بھائی کو بپتسمہ دینا اور نجات دہندہ کی بشارت دینا

یسوع نے انہیں کہا کہ تم تمام دنیا میں جا کے ہر ایک مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو جو کہ ایمان لاتا اور بپتسمہ پاتا ہی نجات پائیگا۔ اور جو ایمان نہیں لاتا اس پر سزا کا حکم کیا جائیگا۔ مرقس ۱۶ باب ۱۵ و ۱۶ آیت۔

اس دفعہ جس لمبے سفر کی بابت چندر لیلا نے بندوبست کیا تھا۔ الیسا دور و دراز کا دورہ تھا کہ کئی برس گذر گئے۔ اس لئے کہ وہ ان قدیمی شہروں میں گئی جہاں وہ پہلے خدا کی تلاش کرتی پھرتی تھی اور مند رہبند رمیلا بہ میلا پھرتی رہی۔ لیکن اس وقت گذشتہ ایام کی نسبت آسودہ دل تھی۔ کیونکہ خداوند مسیح کے فضل سے اس کی روح کی بھوک اور پیاس پر ہو گئی تھی۔ اور وہ مسیح میں ہو کے خوش تھی اور دل ٹھکانے تھی۔ خوش خبری دینے کے کام کو اپنے واسطے بڑا معزز اور متبرک کام سمجھا اور اس برکت کے واسطے جو اس کو حال میں حاصل ہوئی اپنے نجات دہندہ کی بڑی شکر گذاری کرتی تھی۔

جیسے پچھلے سفروں میں ننگی بھوکی میلی کچیلی تیرتھ کرتی پھرتی تھی۔ اس وقت اس حالت میں نہیں گئی۔ اور صاف ستھرے کپڑے اور تن من سے آسودہ تھی۔ اور اسی واسطے خوش اور آسودہ ہو کر اپنے نجات دینے والے کی خبر ہر ایک کو جو ملتا سنا دیتی تھی۔

جس نے چندر لیلا کو گنہگاروں میں سے ڈھونڈا اور ہر ایک شک و شبہ سے چھٹکارا دیکر پاک اور صاف کیا۔

ای عزیز پڑھنے والو ذرا ان باتوں پر غور کر کے دیکھو کہ چندر لیلا کی ظاہری اور باطنی حالت میں کس طرح کی تبدیلی ہو گئی پیشتر اندھوں کی طرح خدا کی تلاش میں پھرتی اور ہمیشہ غمزدہ اور پریشان خاطر رہتی تھی۔ لیکن اب باخوشی اور آرام ان مقاموں میں جاتی جہاں تاریکی چھائی ہوئی ہی کہ جو موت کے سایہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس بڑے نور کو دیکھیں جس کو دیکھکر چندر لیلا خود روشن ہو گئی۔

خداوند یسوع مسیح کی بابت یہہ کیسی عمدہ شہادت ہی۔ خداوند خدا کی روح مجھ پر ہی کیونکہ خداوند نے مجھے مسح کیا تا کہ میں مصیبت زدوں کو خوش خبری دوں اس نے مجھے بھیجا ہی کہ میں ٹوٹے دلوں کو درست کروں اور قیدیوں کے لئے چھوٹنے اور بندھوں کے لئے قید سے نکلنے کی منادی کروں کہ خداوند کے سال مقبول کا اور اپنے خدا کے انتقام کے روز کا اشتہار دوں اور ان سب کو جو غمزدہ ہیں تسلی بخشوں کہ صیہون کے غمزدوں کے لئے ٹھکانا کروں کہ ان کو راکھ کے بدلے پگڑی اور نوحہ کی جگہہ خوشی کا روغن اور اُداسی کے بدلے ستایش کا خلعت بخشوں تا کہ وہ صداقت کے درخت اور خداوند کے لگائے ہوئے پودے کہلاویں کہ اس کا جلال ظاہر ہووے۔ یسعیاہ ۶۱: ۱ و ۲ و ۳ آیات۔

الہ آباد کے میلا میں جہاں ہزاروں لاکھوں جاتری ہر سال آتے ہیں۔ چندر لیلا ایک مہینہ رہ کر خداوند مسیح کی بشارت دیتی رہی۔ یہاں کے براہمن اور پجاری چندر لیلا پر سخت ناراض ہوئے کیونکہ وہ اُن کے مکر و فریب کو تمام لوگوں کے روبرو ہر وقت ظاہر کرتی رہتی تھی) ان لوگوں نے چندر لیلا کو بہت دھمکایا۔ اور کہا کہ ہم تجھے ماریں گے اور بازار کے شریروں کو بلا کر ان کو سکھایا کہ اس کو کسی طرح مار پیٹ کر نکال دیویں۔ جب ان لوگوں نے چندر لیلا پر آ کر حملہ کیا تو وہ زمین پر بیٹھی ہوئی اس بڑی بھیڑ کو جو اس کے پاس جمع تھی۔ کلام سنا رہی تھی چندر لیلا نے اس شخص کو جو سب سے آگے آتا تھا بڑی دلیری اور عاجزی سے کہا کہ تم اپنے ہم جنس کو کیوں مارنا چاہتے ہو (اور اس کو جو تمہیں آنے والے غضب کا حال بتاتی ہی کیوں نہیں مانتے) جس وقت انہوں نے پتھر اٹھائے اور مارنے کو تیار تھے چندر لیلا بولی۔ بہت اچھا آپ لوگوں کی مرضی۔ پتھر بیشک مارئے۔ لیکن چوٹ آپ ہی کو لگیگی مجھ کو نہیں۔ لیکن میں یہہ نہیں چاہتی کہ خدا تم کو سزا دیوے۔ اور اسی طرح نرمی اور دلیری سے چندر لیلا نے ان کے پتھر دل کو موم کیا اور وہ لوگ اس کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اور چندر لیلا بیٹھی بدستور کلام سناتی رہی۔

پھر چندر لیلا ان مشہور مندروں کو گئی جو آسام اور سلہٹ میں ہیں جہاں سے وہ پہلے بھی پھر کر آئی تھی اس رانی کے پاس بھی گئی جس سے اس کی ملاقات اس وقت ہوئی تھی جب وہ پنج اگنی کی پوجا کرتی تھی۔ وہ رانی کے محلوں میں گئی۔ اور ان سب کے روبرو کلام پڑھا اور نجات دینے والے کی خوش خبری دی۔ شہزادہ (یعنے رانی کے بیٹے) پر چندر لیلا کے کلام سکھلانے کا عجیب اثر ہوا۔

کیوں نہ ہو۔ جنرل کرونجی نے سنٹ ہلینہ میں برٹش گورنر کے ساتھ یہاں تک یارانہ گانٹھ لیا ہی کہ دونو ملکر کھانا کھاتے ہیں۔ بوئر قیدیوں نے گوروں سے رابطہ اتحاد قایم کر لیا ہی اور جنگ کے متعلق دوستانہ مباحثے کرتے ہیں۔

واقعات اور رائیں

جواہرات کا بیان

جواہرات کے صاف کرنے کا سفوف قلعی کو جو کوب کرکے کوٹھالی میں ڈال کر آگ پر رکھکر شورہ اور نمک کے ملے تیزاب سے گلاؤ۔ جب قلعی گل جاوے۔ تب اُسے تیزاب سے الگ کرکے پانی میں گھول دو۔ اور ذرا سا نوسادر ڈال دو۔ قلعی فوراً تہ نشین ہو جاویگی تب پانی کو مقطر کرکے آگ پر خشک کر لو۔ بوقت استعمال پانی سے نم دیکر جواہرات پر ملو۔ خشک ہونے پر کپڑے یا برش سے جھاڑ دو۔

صفائی جواہرات صابن اور گرم پانی میں دھونے سے اور پھر اس کو سرد پانی سے دھوکر اسپرٹ آف وائن میں غوطہ دینے سے اور برادہ بکس وڈ میں خشک کرکے پانی اور صابن کے دھونیسے صاف ہو جاتے ہیں۔ اور ملایم چمڑے اور روپٹ سے آبدار ہو جاتے ہیں۔

فن جوہریاں جواہرات کے حسن و قبح پہچاننے سے مراد ہے۔ چونکہ اکثر جواہرات مصنوعی بھی بنتے ہیں۔ اس لئے مبصر کا ہونا ضروری ہے۔

---

(۲) موتی کا بیان

موتی کی کان اس کا مخزن جزیرہ سراندیپ۔ بحر ہند۔ خلیج بنگا۔ جھیل مانسرور ہے۔ جس قدر بڑا ہوگا۔ اسی قدر قیمتی ہوگا۔ چھوٹے موتی ادویات میں کام آتے ہیں۔ خواہ صنعت کی ہو۔ خواہ حکمت کی ہو۔ اس کا نیک و بد تین چیزوں سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اول رنگ۔ دوم شکل سوم وزن۔ اس پر مشہور ہے کہ ماتمانے یہ بے بہا موتی پیدا کیا ہے جیسے سیپ کے پیٹ میں پیدا کیا ہے۔ عمدہ سفید آبدار زردی مایل مثل ستارہ روشن کو نجم کہتے ہیں۔ دودہ والے کو شیرفام زردی مایل کو تبتی۔ زردی سُرخی مایل کو زردی جو روشنی میں رکھنے سے مثل قوس قزح کے ہو اس کو زعاجی۔ جس کی زردی اور سبزی مثل موم ہو اس کو شمعی۔ اور جو ایک گونہ سیاہی مایل ہو۔ اس کو رمانی۔ جو مونگ جیسا ہو اس کو عدسی۔ زیتون کے رنگ والے کو نجاسی کہتے ہیں۔ مطلق گول دُرِ غلطاں۔ جو مایل بدرازی ہو اس کو بلیلی۔ اور جس کے دونو گوشے برابر ہوں اس کو بیضی۔ اور جو چپٹا ہے اس کو شلغمی۔ جو ایک طرف باریک دوسری طرف چوڑا ہو اس کو مقعد۔ جس کے درمیان گرہ ہو اس کو کمردار کہتے ہیں جو ایک مثقال یا زیادہ ہو اس کو دُرِ یتیم۔ اس کو شیشے کے اندر رکھتے ہیں۔ ورنہ اس کی آبداری جاتی رہے۔ نوسادر اور سرکہ سے گل جاتا ہے۔ مقوی دل۔ دافع رنج و غم۔ افزائش بصر۔ ہاتھی کی پیشانی سے نکلا ہوا گج مکتا اور سور سے نکلا ہوا براہ مکتا کہلاتا ہے۔

موتی کو آب دینے کی ترکیب سجی کھار۔ شورہ چربی۔ سمندر پھین۔ مثل ہموزن لیکر پکاویں جب جھاگ آوے۔ موتی کو اس میں بھر اویں۔ اگر آب نہ آوے دوبارہ یہ عمل کریں۔

موتی کے آب دینے کا دوسرا نسخہ۔ بھنیس کا پتہ ۵ تولہ۔ موم سفید ۲ تولہ۔ جوش دیکر اُتار کر ٹکیا بنالیں۔ اس کے چوتھے حصہ میں ۵ تولہ بھنیس کا پتہ ملا کر جوش دیکر ایک تولہ آنولہ سار گندھک ڈال کر کے موتی کو مہین کپڑے میں پکڑ کر اس عرق میں بھر اویں آبدار ہونگے۔ اگر نہ ہو ویں پھر یہ عمل کریں۔

موتی کے دھونیکی ترکیب سم الفار۔ کافور چینیا ہر ایک نصف ماشہ ٹانک نوسادر۔ شب یمانی گندھک آنولہ سار۔ نمک سنگ۔ چونہ قلعی خشک۔ آب پیاز سفید۔ ہر ایک ایک ٹانک۔ ان کو پیاز میں خشک کرکے پھر گائے کا پتہ پاؤ بھر لال کرکے اس میں سب چیزیں سُرخ کرکے کام میں لاویں دو تین موتی کے لئے ایک ٹانک دوا کافی ہے۔

صفائی گرم پانی میں بھوسی۔ نمک ٹارٹرک ایسڈ و پھٹکری ڈالکر موتیوں کو ہاتھوں سے ملو۔ جب پانی سرد ہو جاوے نکال لو۔ اگر عمدہ صفائی نہ ہووے مکرر سہ کرر یہی عمل کرو۔ مگر اندھیرے میں سکھالو تھوڑے سے پانی میں کچھ بجُس پھٹکری۔ کریم آف ٹارٹار ملاکر گرم کریں۔ ٹھنڈا ہونے پر ملا ڈالیں صاف ہو جاوینگے۔

سیپی کو رنگنا لاکھ کو اُبال کر جم جانے کے بعد ٹنکچر آیوڈین کے سلوشن میں حل کرکے سیپیوں کو صاف کرکے اس میں ڈالتے ہیں ان کا رنگ ہو جاتا ہے۔

سیپی بجانا مچھلیوں کی سیپی میں سے نکال کر گرم پانی میں تھوڑی دیر ڈال کر پھر دھوپ میں

سلسلے کیلئے دیکھو صفحہ ۱۲ کالم ۲

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ .... [illegible]
قیمت سالانہ اہل شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ .... [illegible]
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ .... [illegible]
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک معہ انگریزی ضمیمہ .... [illegible]
قیمت دو کاپی یا دو سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر معہ محصول ڈاک معہ انگریزی ضمیمہ فی کاپی .... [illegible]
بغیر ضمیمہ .... [illegible]

نوٹس

واضح رہے کہ کسی نئے خریدار کے نام اخبار نور افشاں بغیر قیمت پیشگی ارسال کئے جاری نہیں ہوگا۔ پر صرف ایک دفعہ نمونہ کا پرچہ ارسال کیا جاویگا۔ جبکہ کوئی نیا خریدار اخبار لینے کی درخواست کرتا ہے اور نیز امسال کسی خریدار کو تخفیف قیمت اخبار نہوگی اور اشتہاروں کی چھپائی فی سطر ۲ر۔ زیاد مرتبہ کے لئے نصف اُجرت۔ اڈیٹر۔

۲ ضرورت ۲

ایک ہاسپٹل اسسٹنٹ لیڈی کی ضرورت ہے۔ درخواست کنندہ اپنی درخواست کے ساتھ یہ بھی بیاں کریں کہ آیا انگریز ہے یا یوریشین یا ہندوستانی اور نیز یہہ کہ کس مدرسہ میں تعلیم پائی۔ اور اگر کبھی نوکری بھی کی ہو تو کس تنخواہ پر۔ درخواست کے ساتھ اسناد بھی روانہ کریں ؎

المشتہر

مس میری اے پلاٹر ایم ڈی میموریل ہاسپٹل سیالکوٹ

بقیہ جواہرات کا بیان

سنگھالیں۔ سوکھنے پر عرصہ تک تازی رہتی ہے

سپید چیز کا مصالحہ عربی گوند ۵ حصہ مصری دو حصہ سفید سیسا رنگ دینے کو ملاویں +

(۳) یاقوت کا بیان

کان جزیرہ سراندیپ اور ملک زنگبار میں زیر کوہ برف ہے اور یاقوت سُرخ کا پہاڑ ہے +

اقسام سُرخ۔ زرد۔ سفید۔ سیاہ۔ وغیرہ ہیں۔ بہرمانی سُرخ۔ رمانی مثل دانہ انار۔ ارغوانی گونہ سیاہی مائل۔ احمری ہمرنگ شراب سُرخ۔ خلی مثل سرکہ سرخ +

شب افروز نوشیرواں کے خزانہ میں یاقوت شب افروز اندھیری رات میں مثل چراغ روشن رہتا تھا یاقوت کحلی سب سے زیادہ وزنی اور سب جواہرات سے سنگین ہوتے ہیں +

یاقوت سفید ہمرنگ بلور۔ مگر بلور سے زیادہ سخت اور سنگین ہوتا ہے۔ قیمت ہزار در بار تنکے تی ہے۔ آگ میں ڈالنے سے رنگ نہیں بدلتا۔

یاقوت کو نرم کرنا اگر دو اسکے واسطے توڑنا چاہیں آگ میں ڈال کر پانی میں بجھاویں اور ہاون دستہ میں ڈال کر کوٹیں نرم اور باریک ہو جاویگا

گھسنے کی طاقت الماس سے سب پتھر گھس جاتے ہیں لیکن الماس یاقوت سے گھستا ہے اور سوراخ کر دیتا ہے +

یاقوت کا فائدہ محافظ و بار۔ مقوی دل۔ آزاد کنندہ از فکر و غم۔ دفع تشنگی۔ مصفی خون۔ قاطع جالہ۔ مقوی جگر۔ رنگ سُرخ و شفاف ؎

❖❖❖

ؔ

خمسہ

میرے خانۂ دل میں آنا مسیحا
مجھے جلوہ اپنا دکھانا مسیحا
یہاں پر بھی تشریف لانا مسیحا
ذرا لب کو اپنے ہلانا مسیحا
میرے مردہ دل کو جلانا مسیحا

میں بندہ ہوں تیرا تو میرا احد ہے
تو ہی میرا ہادی تو ہی رہنما ہے
مریضِ محبت کی تو ہی دوا ہے
مری بس شب و روز یہ التجا ہے
گناہوں سے مجھکو بچانا مسیحا

کروں عرض میری جو مانو پیارے
میں بیٹھا ہوں ہردم تمہارے سہارے
یہہ بندے گنہگار ہیں سب تمہارے
کرو رحم ہوں سب کے وارے نیارے
اُٹھا پردہ جلوہ دکھانا مسیحا

گناہوں سے دنیا میں مجھکو بچالے
دل الفت میں اپنی مسیحا لگالے
میرے دل سے غیروں کی اُلفت ہٹالے
مجھ عاصی کو بس پاس اپنے بُلالے
مجھے در بدر مت پھرانا مسیحا

پڑے ہم تو ہیں آپ ہی کے سہارے
یہہ بگڑے ہوئے کام تم نے سنوارے
لطیف اب بھلا اور کسکو پکارے
تم ہی آپ تو خود خدا ہو پیارے
مجھے بندہ اپنا بنانا مسیحا

راقم

سیموئیل۔ ایس۔ شاہ۔ لطیف

پادری ای ایم ویری صاحب۔ ڈی۔ ڈی۔ اڈیٹر و منیجر اخبار نور افشاں کیواسطے امریکن مشن پریس لودیانہ میں۔ ایم۔ وائلی کے اہتمام سے چھپا ؎